طلبِ علم کی راہ میں اسلاف کی قربانیاں

آج ہم ایک ایسے موضوع پر بات کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو ہمارے ایمان کو تازہ کرنے، ہماری ہمتوں کو بلند کرنے اور ہمیں اپنے مقصدِ حیات کی یاد دلانے کا باعث ہے۔ ہمارا موضوع ہے **"طلبِ علم کی راہ میں اسلاف کی قربانیاں"**۔

یہ کوئی افسانوی داستان نہیں، بلکہ ہمارے ان اسلاف کی حقیقی سرگزشت ہے جن کی محنتوں کے پھل آج ہم کھا رہے ہیں۔ آج ہمارے پاس بخاری و مسلم، تفاسیر اور فقہ کی کتابیں آسانی سے موجود ہیں، لیکن ان کتابوں کے ہر صفحے کے پیچھے ہمارے اسلاف کے آنسو، پسینے، بھوک، پیاس اور بے پناہ قربانیوں کی ایک تاریخ پوشیدہ ہے۔

علم کا مقام: قرآن و سنت کی روشنی میں

ہمارے اسلاف نے یہ قربانیاں کیوں دیں؟ اس لیے کہ انہوں نے قرآن و سنت میں علم اور اہل علم کا مقام پہچان لیا تھا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" (سورہ المجادلہ، آیت: 11)

ترجمہ: "اللہ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا، درجات بلند فرما دے گا۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے راستے کو جنت کا راستہ قرار دیا:

"مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ" (صحیح مسلم، حدیث: 2699)

ترجمہ: "جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔"

یہی وہ وعدے تھے جنہوں نے ہمارے اسلاف کے دلوں میں علم کی ایسی شمع روشن کی جس کی خاطر انہوں نے ہر مشقت کو خوشی سے گلے لگا لیا۔

قربانیوں کی لازوال داستانیں

آئیے، ان کی قربانیوں کے چند ابواب پر نظر ڈالتے ہیں:

1. **آرام و سکون اور وطن کی قربانی:**

ہمارے اسلاف کے نزدیک علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا (الرحلة في طلب العلم) ایک لازمی جزو تھا۔ ایک ایک حدیث کو سننے اور اس کی تصدیق کے لیے وہ مہینوں اور سالوں کا سفر طے کرتے تھے۔

- **مثال:** صحابی رسول **حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ** نے صرف ایک حدیث سننے کے لیے مدینہ منورہ سے شام (مصر کی طرف) کا ایک مہینے کا سفر طے کیا تاکہ وہ اسے براہِ راست عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے سن سکیں۔ (بحوالہ: الأدب المفرد، امام بخاری)
- **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ** فرماتے ہیں: "میں نے علم کی طلب میں دنیا کے کونے کونے کا سفر کیا، یہاں تک کہ اپنے جوتے کئی بار بدلے۔"

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے:

"لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ"

ترجمہ: "علم جسمانی راحت کے ساتھ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔" (مقدمہ صحیح مسلم)

آج ہم ہوائی جہاز اور گاڑیوں کے دور میں رہتے ہیں، ذرا تصور کیجیے ان کا سفر جو پیدل یا اونٹوں پر ہوتا تھا، جہاں راستے میں بھوک، پیاس، بیماریاں اور ڈاکوؤں کا خطرہ بھی تھا۔

2. **مال و دولت کی قربانی:**

اسلاف میں سے اکثر علماء غریب اور تنگدست تھے، لیکن غربت ان کے بلند ارادوں کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

- **مثال: امام مالک رحمہ اللہ** کے بارے میں آتا ہے کہ طلبِ علم کے ابتدائی دور میں ان کے مالی حالات اتنے خراب ہو گئے کہ انہوں نے اپنے گھر کی چھت کی کڑیاں (لکڑیاں) بیچ کر علم حاصل کیا۔ (ترتیب المدارک، قاضی عیاض)

- **امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ**، جو امیر المومنین فی الحدیث کہلاتے ہیں، فرماتے تھے: "علم حدیث کی طلب نے مجھے مفلس کر دیا، یہاں تک کہ میں نے اپنی والدہ کی ٹوکری تک بیچ دی۔"

3. **وقت، نیند اور صحت کی قربانی**
:
ہمارے اسلاف وقت کی قدر و قیمت کو ہم سے کہیں زیادہ جانتے تھے۔ ان کے نزدیک سب سے قیمتی سرمایہ ان کا وقت تھا۔

- **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ** کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ بیت الخلاء جاتے تو اپنے شاگرد **ابن القیم رحمہ اللہ** سے کہتے کہ باہر کھڑے ہو کر کتاب بلند آواز سے پڑھتے رہو تاکہ میرا کوئی لمحہ علم کے بغیر ضائع نہ ہو۔ (الدرر الکامنة، ابن حجر)
- **امام نووی رحمہ اللہ**، جنہوں نے 45 سال کی عمر میں وفات پائی، اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ دو سال تک انہوں نے زمین پر پہلو نہیں لگایا (یعنی لیٹ کر نہیں سوئے)، بلکہ کتاب پر سر رکھ کر اونگھ لیتے تھے۔
- **امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ** نے چالیس سال تک ہر روز 40 صفحات لکھے۔

ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سلف صالحین اپنے وقت کی حفاظت اپنی دولت اور درہم و دینار سے زیادہ کرتے تھے۔"

مشہور عربی شاعر کا قول ہے:

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِي... وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا سَهِرَ اللَّيَالِي

ترجمہ: "بلندیاں محنت اور مشقت کے بقدر ہی حاصل ہوتی ہیں... اور جو بلندی کا طلب گار ہو، وہ راتوں کو جاگتا ہے۔"

ہمارے لیے پیغام اور ذمہ داری

میرے بھائیو!

ان مثالوں کو بیان کرنے کا مقصد صرف تاریخ دہرانا نہیں، بلکہ اپنے آپ کو اور آپ کو یہ یاد دلانا ہے کہ جس دین کا علم ہمیں وراثت میں ملا ہے، اس کے پیچھے کتنی عظیم قربانیاں ہیں۔

- انہوں نے بھوک کاٹی تاکہ ہم علم کی نعمت سے سیر ہوں۔
- انہوں نے راتوں کو جاگ کر کتابیں لکھیں تاکہ ہم دن کی روشنی میں ان سے رہنمائی حاصل کریں۔
- انہوں نے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں تاکہ علم ہم تک آسانی سے پہنچ جائے۔

آج ہمارے پاس وہ تمام سہولتیں ہیں جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہمارے پاس انٹرنیٹ ہے، کتابوں کی PDF ہیں، آن لائن دروس ہیں، لیکن ہماری ہمتیں پست کیوں ہیں؟ ہمارا جذبہ سرد کیوں ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ، امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اور ہندوستان کے عظیم سلفی علماء جیسے **علامہ نذیر حسین محدث دہلوی** اور **شمس الحق عظیم آبادی** رحمہم اللہ، ان سب کی زندگیاں اسی جدوجہد اور قربانی کا نمونہ ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ:

علم کا راستہ پھولوں کی سیج نہیں، بلکہ قربانیوں اور مجاہدے کا راستہ ہے۔ اگر ہم دنیا اور آخرت میں کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنا ہوگا، اپنی راحت کو قربان کرنا ہوگا، اپنے وقت کو قیمتی بنانا ہوگا اور علم کے حصول کو اپنی زندگی کی اولین ترجیح بنانا ہوگا۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گُل و گلزار ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے اسلاف کی طرح علمِ نافع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ اور ہمت دے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.